***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Role of the Holy Qur'an in Understanding the Maqasid al-Shari'ah

مقاصد شریعت کی تفہیم میں قرآن مجید کا کردار

Dr. Muhammad Riaz Mahmood
Associate Professor, Department of Islamic Thought, History and Culture,
Allama Iqbal Open University, Islamabad
riaz.mahmood@aiou.edu.pk

ABSTRACT

The discourse on Maqasid al-Shari'ah has emerged as a pivotal paradigm in contemporary Islamic legal theory, offering a purposive approach to understanding divine injunctions beyond mere textual formalism. This research article undertakes a comprehensive investigation into the fundamental role of the Holy Qur'an as the primary source and epistemological foundation for comprehending the higher objectives of Islamic law. Unlike secondary sources which derive objectives through analogical or inductive reasoning, the Holy Qur'an presents explicit and implicit architectural principles that shape the very notion of human welfare, justice, mercy and equilibrium. This study argues that the Holy Qur'an does not only provide legal rulings but establishes a coherent moral and ethical universe wherein every commandment aligns with the preservation of essential necessities: faith, life, intellect, lineage and property. Through thematic analysis of key Qur'anic verses, the research demonstrates how the scripture employs various rhetorical and legislative techniques to unveil the rationale behind rulings. The paper also critiques reductionist approaches that isolate textual literalism from Maqasidi hermeneutics. Furthermore, it explores the dynamic interplay between the immutable divine text and the evolving human contexts, asserting that the Qur'anic worldview inherently accommodates flexibility without compromising ethical absolutes. By examining classical Tafsir and contemporary scholarship, this article concludes that any authentic theory of Maqasid must remain rooted in Qur'anic revelation, as it alone provides the teleological compass for ijtihad in an ever changing world. The findings reaffirm that the Holy Qur'an is not merely a legal code but a living source of ethical guidance whose objectives transcend time and geography, offering a holistic framework for individual and collective reform.

Keywords: Hermeneutics, Holy Qur'an, Islamic Law, Legal Rulings, Maqasid al-Shari'ah.

1۔ موضوع تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پس منظر

مقاصد شریعت کو اسلامی فکر و فلسفہ میں اساسی حیثیت حاصل ہے۔ یہ اسلامی فقہ اور اصول کا ایک ایسا موضوع ہے جسے سمجھنے اور اس پر تحقیق کرنے کو ہر دور میں اہل علم نے بڑی اہمیت دی ہے۔ اس علم کی افادیت اس حقیقت میں پوشیدہ ہے کہ شریعت کے احکام کی پیروی محض ظاہری الفاظ کی پابندی نہیں بلکہ ان احکام کے پیچھے کار فرما حکمتوں اور مصالح کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔

قرآن مجید نے خود واضح فرمایا ہے کہ وہ ہر چیز کے لیے بیان ہے اور اس کی آیات میں غور و فکر کرنا مومنین کا شیوہ ہے۔[1] پس مقاصد شریعت کی تفہیم میں قرآن مجید کا کردار بنیادی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ وہی وہ پہلا اور سب سے مستند سرچشمہ ہے جس سے تمام شرعی اغراض کا آغاز اور انجام جڑا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے فکری ذخائر میں مقاصد کی جھلکیاں نمایاں ہیں۔ امام الحرمین جوینیؒ اور پھر امام غزالیؒ نے اس موضوع کو باقاعدہ اصول کی شکل دی اور پھر امام شاطبیؒ نے اپنی تصنیف "الموافقات" میں مقاصد کو فقہی نظام کا محور قرار دیا۔ ان تمام ائمہ نے اپنے نظریات اور استنباطات کی بنیاد قرآن مجید پر رکھی۔ موجودہ دور میں جب عالم اسلام معاشیات، طب، سیاست، عائلی قوانین اور ٹیکنالوجی سے متعلق نئے چیلنجز سے دوچار ہے تو مقاصد شریعت کی تفہیم مزید اہم ہوگئی ہے۔ اس تحقیق کی اہمیت یہ ہے کہ یہ قرآن مجید کے ان پہلوؤں کا جائزہ پیش کرے گی جن سے مقاصد کا استنباط ہوتا ہے۔ اس ضمن میں عدل، رحمت، احسان، استخلاف اور یسر جیسے مفاہیم بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان مقاصد کی وضاحت کے بغیر کوئی بھی فقہی حکم محض قانونی پابندی بن کر رہ جاتا ہے جبکہ قرآن مجید کا تصور ہے کہ ہر حکم انسان کی فلاح اور فساد کے ازالے کے لیے آیا ہے۔ یہ موضوع خاص طور پر ان علما اور محققین کے لیے راہنما ہے جو اجتہاد کے ذریعے مسائل کا حل قرآن مجید میں تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ اس تحقیق میں ان مغالطوں کا ازالہ کیا گیا ہے جن میں مقاصد شریعت اور قرآن مجید کو الگ الگ دائروں میں رکھ کر سمجھنے کے دعوے کیے گئے ہیں۔ اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ قرآن مجید ایک ایسا بنیادی ماخذ ہے جس سے مقاصد شریعت کی شاخیں پھوٹتی ہیں۔

2۔ قرآن مجید میں مقاصد شریعت کی واضح تعبیرات

قرآن مجید میں جب شریعت کے کسی حکم کو نازل کیا گیا تو اکثر مقامات پر اس حکم کی علت اور غرض کو بھی صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو محض احکام کی بجا آوری کا مکلف نہیں بنایا بلکہ انہیں ان احکام کے پس منظر میں موجود حکمتوں سے بھی آگاہ کیا تاکہ ایمان و اطمینان میں پختگی پیدا ہو۔ مثال کے طور پر نماز اور زکوۃ کے تذکرے میں جگہ جگہ یہ واضح کیا گیا ہے کہ نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے اور زکوٰۃ مال کے تزکیہ اور معاشرتی مساوات کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی عطا کردہ چیز کو لینے اور منع کردہ سے رکنے کا حکم دیا اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ آپ لوگوں پر تنگی نہیں ڈالنا چاہتے بلکہ پاکیزگی اور وسیع رحمت کا راستہ دکھانا چاہتے ہیں۔[2] اس سے واضح ہوتا ہے کہ شریعت کا بنیادی مقصد تنگی اور مشقت کو دور کرنا ہے۔ اسی طرح قصاص کے بارے میں بتایا گیا کہ اس میں انسانوں کے لیے زندگی ہے۔[3] ظاہری طور یہ ایک سخت اور مشکل جملہ ہے کیونکہ قصاص میں تو موت واقع ہوتی ہے مگر قرآن مجید نے اسے زندگی قرار دے کر اصل مقصد سمجھا دیا یعنی معاشرے میں جرائم کی روک تھام اور جانوں کی حفاظت کی تعلیم دی گئی ہے۔ روزے کے حکم کے بعد یہ فرمایا گیا کہ روزے تم پر اس لیے فرض کیے گئے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔[4] یہ تعلیل بتاتی ہے کہ مقصد صرف بھوکا رہنا نہیں بلکہ تقویٰ کی صفت پیدا کرنا ہے۔

1۔ آل عمران 3: 138

2 ۔الحشر 59 : 7۔

3 ۔البقرۃ 2 : 179۔

4 ۔البقرۃ 2 : 183۔

حج کے بارے میں کہا گیا کہ اس کے فوائد بہت ہیں اور تم ان کا ذکر کرو۔[5] اسی طرح شراب اور جوا کے متعلق کہا گیا کہ ان میں بڑے نقصانات ہیں اگرچہ کچھ فوائد بھی ہیں مگر نقصانات فوائد سے بڑھ کر ہیں۔[6] یہ طرزِ تعلیل قرآن مجید کا منفرد اسلوب ہے جو نصوص کی حکمت و مصلحت کو واضح کرتا ہے۔ جہاد کے احکام میں مقاصد کو اس طرح پیش کیا گیا کہ فتنہ کو ختم کرنا اور دین پر عمل کو آزادی دینا بنیادی اغراض ہیں۔[7] سورۃ الحدید کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے بھیجے جانے کا مقصد یہ بیان فرمایا کہ لوگ عدل پر قائم ہو جائیں۔[8]

ان تمام آیات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ قرآن مجید کسی بھی حکم کو اکیلا اور بے تعلق نہیں چھوڑتا بلکہ اسے انسان کی دنیوی و اخروی فلاح کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔ فقہ کے اساتذہ اور محققین کے لیے یہ آیات ایک مکمل منہاج فراہم کرتی ہیں جس پر چل کر وہ نئے مسائل میں بھی قرآنی مقاصد کو سامنے رکھ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مفسرین وفقہاء نے قرآن مجید ہی کو مقاصد کا اصل ماخذ قرار دیا اور واضح کیا کہ ہر وہ حکم جس کی تعلیل قرآن مجید میں موجود ہو وہ قطعی دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان صریح تعبیرات نے بعد کے علما کو یہ راہ دکھائی کہ وہ ان آیات کو جمع کر کے مقاصد کی ایک منظم فہرست ترتیب دے سکیں۔ ضروریات خمسہ یعنی دین، جان، عقل، نسب اور مال کا تحفظ دراصل انہی تعلیلات سے اخذ کیا گیا ہے۔ پیش کردہ دلائل کا حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید خود اپنی آیات کے ذریعے اپنی تفسیر کرتا ہے اور مقاصد کے لیے روشن میناروں کی حیثیت رکھتا ہے۔

3۔ قرآن مجید کے اسلوب میں مقاصد کا ظہور

قرآن مجید کا اعجاز صرف اس کے احکام میں نہیں بلکہ اس کے اسلوب کے اندر چھپی ہوئی حکمتوں میں بھی ہے، اسلوب کی اس نوعیت کو سمجھنا مقاصد شریعت کی تفہیم کے لیے نہایت ضروری ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن مجید محض قانونی دستاویز نہیں بلکہ ایک زندہ اور متحرک کتاب ہے جو مختلف اسالیب جیسے قصص، امثال، قسم، تکرار، استفہام، ندا، حصر اور تقدیم و تاخیر کے ذریعے اپنے مقاصد کو قاری تک پہنچاتی ہے۔ ان اسالیب کا باریک بینی سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قرآن مجید جہاں کہیں کوئی حکم دیتا ہے وہاں وہ حکم کے نفسیاتی، سماجی اور اخلاقی اثرات کو بھی مد نظر رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر سورہ یوسف کا طویل قصہ محض واقعاتی بیان نہیں بلکہ اس میں صبر، عفت، ایثار، عدل، حلم، تدبیر اور مغفرت جیسے اخلاقی مقاصد کو اس خوب صورتی سے پیش کیا گیا ہے کہ قاری خود کو ان اوصاف کی طرف مائل پاتا ہے۔[9] امثال کا اسلوب جیسے سورہ بقرہ میں مچھر اور اس سے بھی بڑی چیز کی مثال دینے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ غور کریں کہ چھوٹی سے چھوٹی مخلوق بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل ہے اور فتنہ پرور لوگ ان مثالوں سے گمراہ ہوتے ہیں۔[10] قسم کے اسلوب میں جب اللہ تعالیٰ سورج، چاند، دن، رات، انجیر، زیتون، طور سینا اور مکہ مکرمہ کی قسمیں کھاتا ہے تو دراصل وہ ان اشیاء کی عظمت اور ان میں چھپی ہوئی نشانیوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے تاکہ انسان ان سے معرفت الٰہی کا سبق حاصل کرے۔[11] تکرار کا اسلوب جیسے سورۃ رحمٰن میں (فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ)[12] کا بار بار آنا قاری کو مسلسل احسان یاد دلا کر شکر

---

[5] ۔الحج 22 :28۔
[6] البقرۃ 2 : 219۔
[7] البقرۃ 2 : 193۔
[8] الحدید 57 : 25۔
[9] سید مسرور حسین، اعجاز القرآن (لکھنو: مطبوعہ اشاعت العلوم پریس، 1930ء)، ص:1-99۔
[10] البقرۃ 2 : 26۔
[11] رفیع الدین ،اقسام القرآن (میلسی:مکتبۃ رحمانیہ،کہروڑپکا، 2003ء)،ص:1-324۔
[12] الرحمٰن 55 : 13۔

گزاری کے مقصد کی طرف لے جاتا ہے۔ استفہام کا اسلوب جیسے افلا تعقلون،[13] افلا تبصرون،[14] افلا تذکرون،[15] اور افلا تتقون[16] بار بار انسان کو سوچنے پر ابھارتا ہے۔ یہی غور وفکر دراصل مقاصد شریعت تک پہنچنے کا پہلا دروازہ ہے۔ ندا اور حصر کے اسلوب جیسے (إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ)،[17] یاایھاالذین امنو کا بار بار آنا جماعت اور اجتماعی ذمہ داری کے مقصد کو اجاگر کرتا ہے۔ تقدیم وتاخیر مثلاً (أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي)[18] میں ذکر کے لیے نماز کا ذکر مقدم کرنا بتاتا ہے کہ نماز کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی یاد ہے نہ کہ محض جسمانی حرکات۔ مقاصد شریعت کی تفہیم میں اس قرآنی اسلوب کا تجزیہ بہت سی حکمتوں کا حامل ہے۔

قرآن مجید کے ان تمام اسالیب کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ مفسر اور فقیہ عربی زبان کے اسرار ورموز سے واقف ہو اور سیاق وسباق کو پیش نظر رکھے۔ امام رازیؒ نے "مفاتیح الغیب" میں ان اسالیب پر بڑی عمدہ بحث کی ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ قرآن مجید کا ہر لفظ اپنے مقام پر اپنے وزن کے اعتبار سے ایک خاص مقصد رکھتا ہے۔[19] امام شاطبیؒ نے "الموافقات" میں یہ اصول دیا کہ جب کسی حکم کی تعلیل صریحاً موجود نہ ہو تو اس حکم کے سیاق وسباق اور اسلوب سے اس کا مقصد نکالا جاسکتا ہے بشر طیکہ وہ استنباط قرآنی اسلوب کے عمومی قواعد سے ہم آہنگ ہو۔[20] اس طرح قرآن مجید کا اسلوب بیان دراصل ایک خزانہ ہے جس سے مقاصد کے گوہر نکالے جاسکتے ہیں اور جو فقیہ اس فن میں مہارت رکھتا ہے وہ زمانے کے بدلتے ہوئے مسائل میں نصوص کی روح کو سمجھ سکتا ہے۔

4۔ عصری چیلنجز کے حل میں قرآنی مقاصد کی راہ نمائی

عصر حاضر میں عالم اسلام اور پوری انسانیت ایسے پیچیدہ مسائل سے دوچار ہے جن کا تصور بھی سو سال پہلے نہیں کیا جاسکتا تھا۔ مصنوعی اعضاء کی پیوندکاری، انسانی کلوننگ، جنسی تبدیلی کے آپریشنز، کثیر القومی کارپوریشنز، کریپٹو کرنسی، مصنوعی ذہانت، جینیاتی انجینئرنگ، معاشی منڈیوں کے نئے آلات، موسمیاتی تبدیلیاں، وبائی امراض کے عالمی انتظامات اور سماجی رابطوں کی نئی پیچیدگیاں، یہ سب ایسے موضوعات ہیں جن پر براہ راست کوئی نص صریح موجود نہیں۔ ایسے میں مقاصد شریعت کی بنیاد پر اجتہاد کرنا ہی واحد راستہ ہے اور مقاصد کے منبع و سرچشمہ کے طور پر قرآن مجید ہی وہ بنیاد ہے جو ان تمام مسائل کو حل کرنے کی قوت رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر جدید طب میں معمر افراد کی مصنوعی غذائیت کا مسئلہ لے لیجیے کہ کیا اسے جائز سمجھا جائے یا نہیں۔ دور جدید کے ایسے بہت سے مسائل قرآن مجید کی طرف رجوع کرنے کا تقاضا کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جان ومال کو محترم ٹھہرایا۔[21] جان ومال کے تحفظ کو مقاصد خمسہ میں شامل کیا گیا۔ اب اگر بغیر کسی امید کے کسی مریض کو تکلیف دہ مصنوعی غذا دی جائے تو جان کے تحفظ کا مقصد حاصل نہیں ہوتا بلکہ عذاب میں اضافہ ہوتا ہے لہٰذا مقاصد کی روشنی میں اسے روکا جاسکتا ہے۔ اسی طرح سود کے جدید متبادلات میں جب قرآن مجید نے سود کو حرام قرار دیا تو اس کی علت یہ بیان کی کہ یہ ظلم اور زیادتی ہے اور مال کو ناحق کھانے کا سبب ہے۔[22] پس جو بھی معاملہ اس ظلم اور زیادتی کا باعث ہو خواہ اسے سود نہ بھی کہا جائے تو وہ ناجائز ہوگا۔ اسی

---

13 البقرۃ 2 : 44۔
14 الذاریات 51 : 21۔
15 الأنعام 6 :80۔
16 المائدۃ 5 : 44۔
17 الأنعام 6 : 57۔
18 طٰہٰ 20 : 14 ۔
19 رازی،فخرالدین،مفاتیح الغیب(لبنان:دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع،1401ھ)،مجلدات:11۔
20 الشاطبی،ابی اسحاق ابراھیم بن موسیٰ،الموافقات(السعودیۃ :دار ابن عفان للنشر والتوزیع،1997ء)،ج:1،ص:10-50
21 الاسراء 17 : 33، البقرۃ 2 : 188۔
22 البقرۃ 2 :278-279، الروم 30 : 39 ۔

قاعدے سے اسلامی بینکاری کے منافع اور نقصان کی شراکت کو جائز قرار دیا گیا۔ جدید سیاست اور حکمرانی کے نظام میں قرآن مجید نے عدل، شوریٰ، امانت کی ادائیگی اور امر بالمعروف کی بنیادیں رکھی ہیں۔ سورہ نساء کی آیت (إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا)[23] نے اہل علم اور اہل حل و عقد کو یہ راہ دکھائی کہ عوام کی حکمرانی کی ذمہ داری انہی لوگوں کو سونپی جائے جو امانت دار ہوں۔[24] ماحولیاتی بحران کے حوالے سے قرآن مجید نے اسراف کو حرام قرار دیا اور زمین میں فساد سے منع فرمایا اور (ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ)[25] کی آیت نے بتایا کہ انسان کے اعمال کی وجہ سے کرۂ ارض پر تباہی آتی ہے، پس ماحولیاتی تحفظ کے لیے اقدامات مقاصد شریعت کے عین مطابق ہیں۔[26]

معاشیات میں ترقی اور غربت کے خاتمے کے لیے قرآن مجید نے زکوٰۃ، صدقات اور احسان کا تصور دیا اور فرمایا کہ مال کو دولت مندوں کے درمیان ہی گردش نہیں کرنا چاہیے۔[27] اس سے ترقی کے نئے ماڈل وضع کیے جاسکتے ہیں، ضروری ہے کہ دولت کے ارتکاز کو روکا جائے اور عادلانہ تقسیم کو فروغ دیا جائے۔ عائلی قوانین میں طلاق کے طریقے، وراثت کے تناسب، عورت کے حقوق، بچوں کی پرورش اور والدین کی خدمت، یہ سب اسلامی تعلیمات میں اس طرح بیان کیے گئے ہیں کہ ان کے مقاصد میں استحکام خاندان اور افراد کے درمیان عدل و مساوات شامل ہو۔[28]
عصری چیلنجز جیسے کہ سوشل میڈیا کے فتنے، فحش مواد کا پھیلاؤ، ذہنی امراض میں اضافہ، ان سب کا علاج قرآن مجید کے مقصد حفظ عقل اور حفظ نسب میں موجود ہے۔ پس یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ قرآن مجید کا مقاصدی نظام ہر دور میں انسان کی راہ نمائی کے لیے کافی ہے بشرطیکہ فقیہ و محقق اسے سمجھنے کی صلاحیت اور اخلاص رکھتا ہو۔

5۔ نصوص کے ظاہری معانی اور مقاصد سے دوری کا قرآن مجید کی روشنی میں تنقیدی جائزہ

اسلامی تاریخ میں ایک گروہ نے بعض اوقات نصوص کے ظواہر یعنی سطحی معانی پر ہی اکتفا کرنے کی کوشش کی اور مقاصد و علل کو تلاش کرنے کو بدعت یا دین میں زیادتی قرار دیا۔ قرآن مجید خود ان ظواہر پرستوں کے خلاف بڑی شدت سے اپنے اسلوب میں تنقید کرتا ہے۔ سورۃ البقرۃ میں یہودیوں کے متعلق فرمایا کہ وہ کہتے تھے ہمارے دلوں پر غلاف ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت فرمائی۔[29] یہودی علماء نے نہ صرف حکم خدا کے الفاظ میں تحریف کی بلکہ وہ ظاہری احکام میں بھی الجھ کر رہ گئے تھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے مقاصد کو ترک کر دیا تھا۔[30] اسی طرح سورۃ المائدۃ میں کہا گیا ہے کہ اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا ہے جو تم پر بہت سی ان باتوں کو واضح کرتا ہے جنہیں تم چھپاتے تھے اور بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے۔[31] اس سے معلوم ہوا کہ محض الفاظ کی پابندی کرنا کافی نہیں، بلکہ ان الفاظ کے پس منظر میں کار فرما روح کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے۔ سورۃ الحج میں ارشاد ہے کہ جانوروں کی قربانی کا گوشت اور خون اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتا لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچتا ہے۔[32] یہ ایک واضح نص ہے کہ حج اور قربانی میں اصل مقصود تقوی کی روح ہے، عبادت کی ظاہری شکل کو اختیار کرنا کافی نہیں۔ ظواہر پرست اس آیت کو پڑھ کر بھی محض قربانی کے جانور کے بال اور رنگ کی بحث میں الجھے رہتے ہیں۔ سورۃ النساء میں ارشاد ہے کہ اگر

---

23 النساء 4 : 58۔
24 اصلاحی،امین احسن،تدبر قرآن (لاہور:فاران فاؤنڈیشن،2009ء)،سورۃ النساء، ص:217۔
25 الروم 30 :41۔
26 القشیری،عبدالکریم بن ہوازن،لطائف الاشارات(مصر:الهيئة المصرية العامة للكتاب)،ج:3،ص:121۔
27 الحشر 59 : 7۔
28 ام سلمٰی، خاندانی نظام کا استحکام اور معاشرتی فلاح: تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں (مجلہ: العلم، جلد:1، شمارہ:1، 2017ء)، ص:75–42۔
29 البقرۃ 2 : 88۔
30 البقرۃ 2 : 75۔
31 المائدۃ 5 : 15۔
32 الحج 22 : 37۔

تم سفر میں ہو یا بیمار تو طہارت کے بدلے تیمم کر لو۔[33] یہاں قرآن مجید نے اپنے اس حکم کی علت یہ بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تم پر تنگی نہیں ڈالنا چاہتا بلکہ وہ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے۔ پس تنگی کو دور کرنا اور پاکیزگی پیدا کرنا اصل مقصد ہے خواہ وہ پانی سے ہو یا مٹی سے۔ اسی طرح سورۃ البقرۃ کی آیت(لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ)[34] میں قرآن مجید نے واضح کر دیا کہ نیکی محض مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے کا نام نہیں بلکہ حقیقی نیکی وہ ہے جو ایمان اور اخلاقی اقدار پر مبنی ہو۔ اس آیت نے ظواہر پرستی کی جڑ کاٹ دی کہ چہرے پھیرنے کی شکل نیکی نہیں بلکہ دل کے عقیدے اور اعمال کی اصلاح نیکی ہے۔ اس تنقید سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے نہ صرف مقاصد کی ترغیب دی ہے بلکہ ظواہر پرستی کو بطور ایک مذموم رویے کے پیش کیا ہے۔ امام ابن قیمؒ نے "أعلام الموقعين عن رب العالمين"[35] میں اس حقیقت کو بڑے خوب صورت انداز میں بیان کیا ہے کہ شریعت کا مدار مصالح پر ہے نہ کہ محض الفاظ پر اور جو شخص نصوص سے مصالح نکالنے سے قاصر ہو وہ درحقیقت قرآن مجید کی روح سے محروم ہے۔ بعض حلقوں میں یہ طرز فکر دیکھنے میں آتا ہے کہ وہ احادیث کے ظواہر پر اس طرح اصرار کرتے ہیں کہ وہ قرآن مجید کی آیات واضح مقاصد سے ٹکرا جاتی ہیں حالانکہ قرآن مجید خود فرماتا ہے کہ اس کتاب میں کوئی شک نہیں اور وہ ہدایت ہے متقین کے لیے۔ لہٰذا مقاصد شریعت کی تفہیم میں قرآن مجید کا کردار اسی وقت مکمل ہو سکتا ہے جب فقیہ قرآن مجید کے ان تنقیدی اسالیب کو سمجھے اور ظواہر سے گزر کر روح تک پہنچے۔

6۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے فہم قرآن سے مقاصد کا استنباط

صحابہ کرامؓ ایسی خوش نصیب جماعت تھی جس نے قرآن مجید کو براہ راست رسول اللہ ﷺ سے سیکھا اور آپ کی نگہبانی میں اس پر عمل کیا۔ صحابہ کرامؓ کا فہم قرآن مقاصد شریعت کی تفہیم کے حوالے سے ہمارے لیے نمونہ ہے کیونکہ انہوں نے کبھی بھی کسی آیت کو اس کے سیاق و سباق اور روح سے الگ کر کے نہیں پڑھا۔ وہ جانتے تھے کہ قرآن مجید کا ہر حکم کسی نہ کسی مصلحت کے لیے آیا ہے اور جب وہ مصلحت ختم ہو جائے تو کبھی کبھار حکم میں بھی تبدیلی آ سکتی ہے۔ حضرت عمر فاروق کے عہد میں ایک مجلس میں دی جانے والی تین طلاقوں کے بارے میں جو فیصلہ سامنے آیا، اسے صحابہ کرام کے فہم قرآن اور مقاصد شریعت کی گہری بصیرت کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے، کیونکہ صحابہ کرام قرآن مجید کے صرف لفظی معنی تک محدود نہیں تھے بلکہ اس کے مقاصد، حکمت اور معاشرتی اثرات کو بھی پوری طرح سمجھتے تھے۔ اسی فہم کی روشنی میں حضرت عمر فاروق نے یہ دیکھا کہ بعض لوگ طلاق جیسے سنجیدہ شرعی حکم کو عدم احتیاط اور تساہل کا ذریعہ بنا رہے ہیں اور ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے کر بعد میں اسے معمولی سمجھنے لگے ہیں، حالانکہ شریعت کا مقصد نکاح جیسے مضبوط رشتے کو سوچ سمجھ کر ختم کرنا اور معاشرے میں استحکام پیدا کرنا ہے، اس لیے انہوں نے بطور خلیفہ اس امر کو نافذ کیا کہ ایسی صورت میں تین طلاقوں کو تین ہی شمار کیا جائے تاکہ لوگوں کو اس حکم کے غلط استعمال سے روکا جائے اور شریعت کے اصل مقصد یعنی اصلاح معاشرہ، ذمہ داری اور سنجیدگی کو برقرار رکھا جا سکے۔ اس فیصلے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق نص قرآنی کے خلاف نہیں گئے بلکہ اس کے روحانی اور مقاصدی پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے ایک ایسا انتظامی اور اجتہادی اقدام کیا جو شریعت کی حکمت اور اجتماعی مصلحت کے عین مطابق تھا اور یہی بات صحابہ کرام کے اس بلند فہم کی دلیل ہے کہ وہ قرآن مجید کو صرف پڑھتے نہیں تھے بلکہ اسے ایک زندہ قانون ہدایت کے طور پر معاشرتی زندگی میں نافذ بھی کرتے تھے۔[36] قرآن مجید کی یہ آیت(لَا يَمَسُّهُ إِلَّا

---

[33] النساء 4 : 43۔

[34] البقرة 2 : 177۔

[35] الجوزی، شمس الدين ابی عبدالله، أعلام الموقعين عن رب العالمين(بيروت:دار كتب العلمية،1412ھ)،ج:1،ص:5-20۔

[36] رضی الاسلام ندوی، تلاوت قرآن اور اسوۂ صحابہ (لاہور: ماہنامہ ترجمان القرآن، اکتوبر 2022ء)، ص:45-53۔

الْمُطَهَّرُونَ)[37]نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ یہ مشرکین کے بارے میں ہے،[38] ایک اور روایت میں ہے کہ قرآن مجید کے اصل مقاصد میں پاکیزگی ہے اور اس کو پاکی کی حالت میں چھوا جائے۔[39]حضرت ابن عباسؓ جو ترجمان القرآن کہلاتے ہیں،[40]وہ آیت کریمہ (وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِيَ اَحْسَنُ)[41]کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یتیم کے مال کا استعمال صرف اس صورت میں جائز ہے جب اس کی ضرورت ہو ورنہ نہیں۔[42]انہوں نے ظاہر پرستی سے بچتے ہوئے مقصد یعنی یتیم کی فلاح کو سامنے رکھا۔

فقہ کی تدوین کے وقت ائمہ نے صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ سے استفادہ کیا اور قرآن مجید کے مقاصد کو مرتب کیا۔ ضروریات خمسہ کا تصور بھی دراصل انہی صحابہ کرامؓ کے فہم قرآن سے ماخوذ ہے کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ قرآن مجید نے جان، مال، عزت، عقل اور دین کی حفاظت کو ہر جگہ ترجیح دی ہے۔ امام شاطبیؒ نے "الموافقات" میں صحابہ کرامؓ کے فہم کو بطور دلیل پیش کیا ہے کہ ان کے نزدیک مقاصد شریعت کا علم واجب تھا اور وہ اسے نص کے مقابلے میں مقدم رکھتے تھے۔[43]لہٰذا مقاصد شریعت کی صحیح تفہیم کے لیے ضروری ہے کہ ہم صحابہ کرامؓ کے فہم قرآن کو سمجھیں۔ کیونکہ وہ اس امت کی سمجھ کے سونے کا معیار ہیں۔

7۔مقاصد شریعت کی تفہیم میں محدثین، مفسرین اور اصولیین کے مناہج

اسلامی علوم کی تاریخ میں محدثین، مفسرین اور اصولیین نے تین مختلف زاویوں سے قرآن مجید کے مقاصد کو سمجھنے کی کوشش کی اور ہر گروہ نے اپنے اپنے طریقے سے اس میں اضافہ کیا۔ محدثین نے احادیث کو جمع کیا اور ان کی صحت کی جانچ کی مگر ان کے نزدیک بھی قرآن مجید ہی سب سے بڑا ماخذ تھا۔ امام بخاریؒ نے اپنی "صحیح "کا آغاز باب "کیف کان بدء الوحی "سے کیا اور پھر پہلی حدیث میں ان اعمال کا ذکر کیا جن کا دار و مدار نیت پر ہے۔[44] یہ واضح کرنے کے لیے کہ ہر عمل کا مقصد نیت ہے جو قرآن مجید کی آیت (وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ)[45] سے ماخوذ ہے۔ امام ترمذیؒ نے اپنی "سنن" میں اکثر احادیث کے تحت فقہی مسائل اور ان کے مقاصد پر بحث کی ہے، جیسے نماز میں خشوع کا مقصد وغیرہ۔[46]

مفسرین کا کردار اس سے بھی زیادہ اہم ہے کیونکہ انہوں نے براہ راست قرآن مجید کی آیات کی تفسیر میں ان کے اغراض و مقاصد کو واضح کیا۔ امام طبریؒ نے اپنی تفسیر میں ہر آیت کے نزول کے سیاق و سباق کو بیان کیا اور صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کے اقوال سے یہ واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کا مقصد کیا ہے۔[47]امام رازیؒ نے "مفاتیح الغیب" میں عقلی دلائل سے یہ واضح کیا کہ قرآن مجید میں ہر حکم کی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے اور اسے

---

37 الواقعہ 56 : 79۔

38 الصنعانی،ابوبکر عبدالرزاق بن همام،المصنف(بیروت:المکتب الاسلامی،1403ھ)،رقم الحدیث:1328،ج:1،ص:341۔

39 نفس المرجع

40 نیشابوری،ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم،المستدرک(بیروت:دارالکتب العلمیہ)،ج:3،ص:618۔

41 الانعام 6 : 152۔

42 السیوطی،عبدالرحمٰن بن أبی بکر،جلال الدین،الدر المنثور(بیروت:دارالفکر)،ج:3،ص:381۔

43 محمد نجات اللہ صدیقی، مقاصد شریعت کے فہم و تطبیق میں اختلاف کا حل (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، مجلہ: فکر و نظر، جلد:44، شمارہ:3، 2007ء)، ص:3-26۔

44 البخاری،محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ الجعفی،الجامع الصحیح(دار طوق النجاۃ،1422ھ)،رقم الحدیث:1،ج:1،ص:6۔

45 البینۃ 58 : 5۔

46 الترمذی،محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ،سنن(بیروت:دارالغرب الاسلامی،1998ء)۔

47 حافظ اعجاز احمد و قاری عبدالباسط، امام طبری کا تفسیری منہج اور ترجیحات کا تحقیقی مطالعہ (اسلام آباد، مجلہ اسلامیکس، جلد:1، شمارہ:2، 2018ء)، ص:1-16۔

تلاش کرنا واجب ہے۔[48] امام قرطبیؒ نے تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں فقہی احکام کی تعلیلات پر بڑی تفصیلی بحث کی ہے۔[49] مفسرین میں سے ایک خاص طبقہ وہ ہے جو باطنی تاویلات کا قائل تھا جسے اہل سنت نے مسترد کر دیا مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ظواہر پر ہی رک جائیں بلکہ معتدل مفسرین نے ظاہر اور باطن کے درمیان توازن رکھا۔

اصولیین کا کردار سب سے منظم ہے کیونکہ انہوں نے قواعد وضع کیے کہ قرآن مجید کے مقاصد تک کیسے پہنچا جائے۔ امام شافعیؒ نے "الرسالہ" میں یہ قاعدہ پیش کیا کہ جہاں نص میں تعلیل موجود ہو وہ قطعی ہے اور جہاں نہ ہو وہاں قیاس کی بنیاد پر تعلیل کی جا سکتی ہے مگر وہ قیاس بھی قرآن مجید کے دوسرے مقاصد سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔[50] امام غزالیؒ نے "المستصفیٰ" میں مقاصد کو تین درجوں ضروریات، حاجیات اور تحسینیات میں تقسیم کیا اور ان کی بنیاد قرآن مجید کی آیات پر رکھی۔[51] امام شاطبیؒ نے "الموافقات" میں ایک مستقل باب قرآن و سنت کی روشنی میں مقاصد کے بارے میں لکھا ہے اور فرمایا کہ پوری شریعت کا مقصد انسان کی فلاح ہے اور اس فلاح کا معیار قرآن مجید سے لیا گیا ہے۔[52] شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں ایک نئے انداز میں قرآن مجید کے مقاصد کو پیش کیا اور انہیں ارتقائی اور تہذیبی زاویے سے دیکھا۔ ان کا کہنا ہے کہ قرآن مجید نے عرب معاشرے کو بتدریج ترقی دی اور ہر حکم میں اس کی روح فلاح تھی۔[53] جدید دور میں ڈاکٹر یوسف القرضاویؒ، طہ جابر العلوانیؒ، محمد ہاشم کمالیؒ اور دیگر نے مقاصد شریعت کو قرآن مجید سے ہی اخذ کیا ہے اور اسے جدید مسائل کے حل کے لیے استعمال کیا ہے۔[54] ان سب مثالوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اصولیین کا منہج ہی وہ علمی راستہ ہے جو قرآن مجید کے مقاصد تک پہنچنے کا باقاعدہ طریقہ کار فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ کسی بھی شخص کے لیے جو مقاصد شریعت کی تفہیم میں قرآن مجید کا کردار سمجھنا چاہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان تینوں علوم میں سے ہر ایک کی خدمات کا مطالعہ کرے اور خاص طور پر اصولیین کے وضع کردہ قواعد کو سمجھے کیونکہ انہوں نے نصوص اور مقاصد کے درمیان پل کا کردار ادا کیا ہے۔

8۔ خلاصہ بحث

مقاصد شریعت کی تفہیم میں قرآن مجید کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ شریعت کے مقاصد کو سمجھنے اور ان کا استنباط کرنے کا سب سے اہم سرچشمہ قرآن مجید ہی ہے۔ موجودہ دور میں جب نئے اور پیچیدہ مسائل سامنے آرہے ہیں، مقاصد شریعت کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے اور ان مسائل میں صحیح راہ نمائی کے لیے قرآن مجید ایک جامع اور مستند بنیاد فراہم کرتا ہے۔ قرآن مجید نے متعدد احکام کی حکمتوں اور مقاصد کی طرف خود راہ نمائی کی ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور قصاص جیسے احکام کے ضمن میں ان کے مقاصد اور فوائد کو مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ شریعت کا مقصد انسانوں کے مصالح کا تحفظ اور مفاسد کا ازالہ ہے۔ قرآن مجید کے مقاصد کو سمجھنے کے لیے اس کے اسالیب بیان کا

---

48 عمار ناصر، تفسیر کبیر اور اس کی خصوصیات (گوجرانوالہ: ماہنامہ: الشریعہ، جلد:12، شمارہ:11، نومبر 2001ء)، ص:19۔

49 واحد بخش، امام قرطبی کی تفسیر الجامع الاحکام القرآن کا اسلوب: تفسیر و منہج استدلال (ڈیرہ اسماعیل خان: گومل یونیورسٹی، مقالہ: پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ، 2010ء)، ص:10-25۔

50 شافعی، محمد بن ادریس، الرسالۃ (مصر: مکتبہ الحلبی، 1940ء)، ص:20-50۔

51 الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد، المستصفیٰ (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1413ھ)، ص:1-383۔

52 الشاطبی، ابراھیم بن موسیٰ بن محمد اللخمی، الموافقات (دار ابن عفان، 1417ھ)، ج:2، ص:7۔

53 شاہ ولی اللہ، احمد بن عبدالرحیم، حجۃ اللہ البالغۃ (بیروت: دار الجیل، 1426ھ)، مجلدات:2۔

54 عبد الغفار و ڈاکٹر محمد عبد اللہ، عصر حاضر کی اجتہادی کاوشوں می مقاصد شریعت کی رعایت (پشاور: شیخ زید اسلامک سنٹر، مجلہ: الایضاح، جلد:26، شمارہ:1، 2013ء)، ص:202-226۔

مطالعہ بھی ضروری ہے۔ قصص، امثال اور استفہام جیسے اسالیب محض ادبی پیرائے نہیں بلکہ اپنے اندر گہرے مقاصد اور حکمتیں رکھتے ہیں۔ ان اسالیب کے مطالعہ و تجزیہ کے ذریعے نہ صرف یہ کہ قرآن مجید کے معانی واضح ہوتے ہیں، بلکہ مقاصد شریعت کی تفہیم میں بھی مدد ملتی ہے۔

عصر حاضر میں معاشیات، سیاست، ماحولیات، سماجی نظم اور دیگر بہت سے شعبہ جات میں ایسے مسائل پیدا ہو رہے ہیں جن کے حل کے لیے قرآنی مقاصد سے راہ نمائی حاصل کرنا ناگزیر ہے۔ قرآن مجید کا مقصدی نظام کسی خاص زمانے تک محدود نہیں بلکہ ہر دور کے انسان کے لیے زندہ، متحرک اور قابل عمل راہ نمائی ہے۔ قرآن مجید کو سمجھتے وقت صرف الفاظ اور ظاہری مفاہیم پر اکتفا کرنا کافی نہیں، بلکہ نصوص کے پس منظر، حکمت اور مقاصد کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ صحابۂ کرام اور تابعین عظامؒ کے فہم قرآن سے واضح ہوتا ہے کہ وہ آیات کے ظاہری مفہوم کے ساتھ ساتھ ان کے مقاصد اور نتائج پر بھی غور کرتے تھے۔ بالخصوص حضرت عمر کے متعدد فیصلے اس حقیقت کی نمایاں مثال ہیں۔ اسی طرح محدثین، مفسرین اور اصولیین کی علمی خدمات کا مطالعہ بھی یہ واضح کرتا ہے کہ قرآن مجید کے مقاصد کو سمجھنا اسلامی فکر کا ایک بنیادی تقاضا ہے۔ ان اہل علم نے اپنے اپنے انداز میں قرآن کے مقصدی پہلوؤں کو اجاگر کیا اور ان کی روشنی میں مسائل کے حل کی کوشش کی۔ اس لیے قرآن مجید اور مقاصد شریعت کو ایک دوسرے سے الگ کر کے سمجھنا مناسب نہیں۔ قرآن ہی مقاصد شریعت کی اصل بنیاد ہے اور مقاصد شریعت قرآن مجید کے فہم کو گہرائی اور وسعت عطا کرتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن مجید کا مطالعہ مقصدی بصیرت کے ساتھ کیا جائے اور اس کی تعلیمات کو عصر حاضر کے مسائل پر منطبق کیا جائے۔ یہی طرز فکر امت کو اعتدال، استحکام اور مثبت ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتا ہے۔